یوم آزادی اور اس کے تقاضے...... (اداریہ)

14 اگست 1997ء کا دن اس اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس دن دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اسلامی ریاست معرض وجود میں آئی۔ اس کے حصول میں برصغیر کے مسلمانوں کی طویل جدوجہد اور بے مثال قربانیاں شامل ہیں۔ جو اب تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان عظیم قربانیوں کے پس منظر میں نہایت پاکیزہ جذبہ کارفرما تھا کہ اس آزاد خطے میں اسلام کا بول بالا ہو گا۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کا احیاء ہو گا۔

قیام پاکستان کے اب پچاس سال پورے ہو چکے ہیں اور یہ سال حکومت گولڈن جوبلی کے طور پر منا رہی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ مقاصد اور نصب العین جو قیام پاکستان کے حصول کے وقت مقرر کیا گیا تھا وہ پورے ہو رہے ہیں۔

ہم نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ ان مقاصد میں سے کسی ایک کو بھی حاصل نہیں کر سکے۔ یہ وطن جو اسلام کے نام پر حاصل ہوا یہاں زندگی کے کسی شعبے میں اس کی ایک جھلک بھی نظر نہیں آتی اور نہ ہی اسلام کے نفاذ کے لئے کسی نے مخلصانہ کوشش کی۔ یہ وطن جس کو امن و امان کا گہوارہ ہونا چاہئے تھا۔ جس میں چار دیواری کو مکمل تحفظ حاصل ہونا چاہئے تھا۔ آج اسی وطن میں امن و امان کی صورت حال ناگفتہ بہ ہے۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں۔ انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں۔ پاکستان کے شہروں اور قصبوں میں روز سینکڑوں قتل ہو رہے ہیں۔ رہزنی' ڈکیتی' چوری اور دیگر جرائم کا تو صحیح اندازہ نہیں۔ پاکستان کا کوئی شہری محفوظ نہیں۔ انصاف کے حصول کے لئے لوگ کئی کئی سال عدالتوں کے چکر لگاتے ہیں۔ عمریں گزر جاتیں ہیں اور مقدمات کا

فیصلہ نہیں ہوتا۔ انتہائی مایوس کن حالات میں کاروبار اور تجارت کیا ہو گی۔ جس ملک میں تعلیم و تربیت کا کوئی ادارہ اپنی ذمہ داری ادا نہ کر رہا ہو وہاں کے طالب علموں سے کیا توقعات رکھی جا سکتی ہیں۔

پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے والوں سے گزارش ہے کہ وہ پچاس سالہ جشن منانے سے پہلے ان بنیادی مسائل کو حل کریں۔ لوگوں کو امن و امان کی فضا فراہم کریں۔ ان کی جان و مال کو تحفظ دیں۔ انہیں آزادی کی تقریبات اور اس مناسبت سے منعقد ہونے والے میلوں' سیمیناروں' ثقافتی پروگراموں سے کوئی سروکار نہیں۔ انہیں اسلام سے گہری محبت ہے وہ پاکستان میں اسلامی نظام کی تنفیذ چاہتے ہیں۔ ان کی یہ آرزو پوری ہو جائے تو وہ اپنے تمام غم اور دکھ بھول جائیں گے۔

حکومت جشن منانے کے بجائے چند ایک انقلابی اقدامات کریں۔ امید ہے اس سے پاکستان کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔

1۔ پاکستان میں تعلیم عام کرنے کے لئے انقلابی پروگرام مرتب کئے جائیں اور بجٹ میں کم از کم 5 فیصد اضافہ کرے۔ پرائمری سطح کے سکول ہر گاؤں اور آبادی میں کھولے جائیں اور کم از کم مڈل تک تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

2۔ امن و امان کی بحالی کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے ہر شخص اپنے آپ کو محفوظ سمجھے۔ پولیس کو جدید اسلحہ اور ٹرانسپورٹ فراہم کی جائے اور حساس علاقوں میں ان کا گشت بڑھایا جائے۔

3۔ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور جلد از جلد ان کے فیصلوں پر عملدرآمد کرایا جائے۔

4۔ خواتین کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔ نیز ان کی تعلیم و تربیت کے علیحدہ یونیورسٹیاں قائم کی جائیں۔

5۔ لوگوں کو جلد اور سستا انصاف فراہم کرنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں تاکہ مظلوم کی داد رسی ہو سکے۔

6۔ دینی تعلیم کو عام کرنے کے لئے دینی مدارس کو خصوصی گرانٹ دی جائے اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے احیاء کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔

7۔ دینی جماعتوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جائے اور باہمی اعتماد کی فضا قائم کی جائے۔

8۔ نوجوانوں کے لئے بامقصد تفریحی پروگرام مرتب کئے جائیں اور انہیں مصروف رکھنے کے لئے روزگار کے وسائل پیدا کئے جائیں۔

9۔ ذرائع ابلاغ کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے استعمال کیا جائے اور فحش اور بیہودہ پروگراموں پر پابندی لگائی جائے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت ان امور پر ہمدردی سے غور کرے گی اور ان کے نفاذ کے لئے عملی کوششیں بھی کریں گی۔ تاکہ یہ ملک صحیح معنوں میں اسلامی' فلاحی ریاست بن سکے اور اپنے قیام کے مقاصد کو پا سکے۔

افغانی طلبہ کا دینی مدارس سے انخلاء

حکومت پاکستان کا قابل مذمت رویہ!

بدقسمتی سے ان دنوں صوبہ پنجاب دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور آئے روز کسی نہ کسی شہر میں فرقہ وارانہ قتل و غارت کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

یہ تمام واقعات نہایت منظم اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ ان واقعات کی روک تھام اور انسداد کے لئے حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں وہ منطقی اعتبار سے غیر صحیح' ناقص اور غیر مناسب ہیں۔ اس کا

اعتراف حکومت پہلے خود بھی کر چکی ہے۔ کیونکہ جن دنوں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی لگائی گئی انہی دنوں بھی دہشت گردی کے واقعات ہوتے رہے اور پولیس اپنی بے بسی کا اظہار کرتی رہی۔ صرف عام شہری ان کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوتے رہے۔

اب حکومت نے تازہ کروٹ لی ہے اور کسی خاص مشیر کے مشورے پر دینی مدارس کے خلاف آپریشن شروع ہوئے ہیں اور ان مدارس میں زیر تعلیم افغان طلبہ کے انخلاء کو ازحد ضروری قرار دیا گیا۔ غالبا حکومت کے نزدیک پنجاب میں فرقہ وارانہ فساد یا دہشت گردی کی موجودہ لہر میں یہ طلبہ شریک ہیں۔ جو مختلف دینی مدارس میں اسلامی علوم حاصل کر رہے ہیں۔

اکثر مدارس میں یہ طلبہ ازخود فارغ کر دیئے تاکہ پولیس انہیں ہراساں نہ کرے۔ بعض مدارس میں پولیس نے چھاپے مارے اور طلبہ کو مختلف بسوں میں سوار کرکے خود پشاور پہنچا دیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ پنجاب میں یہ قتل و غارت یا دہشت گردی کس حد تک ختم ہوتی ہے۔ چند روز تک بات واضح ہو جائے گی۔

اب بھی یہ واقعات تسلسل کے ساتھ رونما ہوئے جیساکہ ہو رہے ہیں اور اخبارات میں واضح خبریں آ رہیں ہیں۔ تو ہم یہ کہتے ہوئے حق بجانب ہیں کہ حکومت کو اپنے اس مشیر سے فورا چھٹکارا حاصل کر لینا چاہئے اور اب تک وہ جو بھی مراعات حاصل کر چکا ہے۔ واپس لینی چاہئے کیونکہ اس کی نااہلی ثابت ہو چکی ہے اور اس بے محل اور غیر مناسب مشورے کی اسے سزا بھی دینی چاہئے۔ البتہ اگر افغان طلبہ کے انخلاء سے پنجاب میں واقعی امن و امان ہو گیا ہے تو پھر بلا تاخیر ان مدارس کو بند کر دینا چاہئے۔

لیکن ہم پنجاب حکومت کو ان سطور کے ذریعے یہ باور کرا دینا چاہتے ہیں کہ ان کے اس اقدامات سے انہیں شرمندگی کے علاوہ اور کچھ نہیں حاصل ہو

سکے گا۔ کیونکہ دہشت گردی کے مراکز یہ دینی ادارے ہرگز نہیں بلکہ یہ ادارے پاکستان میں اسلامی اقدار کے امین ہیں اور اسلامی معاشرے کی تشکیل میں انتہائی مثبت کردار ادا کر رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اسلامی ثقافت کے احیاء کے لئے ان کا کردار قابل تحسین ہے۔

ہم حکومت کی اس بھونڈی مہم کی نہ صرف مذمت کرتے ہیں بلکہ ان سے گذارش کریں گے کہ وہ ان دہشت گردی کے مراکز کو تلاش کرے جہاں یہ وحشی درندے تربیت حاصل کرتے ہیں اور امن و امان کی فضا کو تہہ و بالا کرتے ہیں۔ ان کے سرپرستوں کو بے نقاب کرے۔

نہایت افسوس کے ساتھ عرض کریں گے کہ حکومت اپنے تمام تر وسائل کے باوجود ان دہشت گردوں کو تلاش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ حکومت کی ان خفیہ ایجنسیوں کی ناقص کارکردگی ہے جو محض فرضی رپورٹوں سے اپنی کارروائیاں بناتی ہے اور صحیح صورت حال کا جائزہ نہیں لیتی اور اگر انہیں حقیقت حال معلوم ہو بھی جائے تو چشم پوشی سے کام لیتی ہیں۔

یہ ایجنسیاں بخوبی جانتی ہیں کہ دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ خاص کر افغانی طلبہ ہرگز دہشت گرد نہیں اور نہ کسی فساد میں مبتلا ہیں۔ اس کے باوجود حکومت کا ان کے خلاف آپریشن اس بات کی واضح دلیل ہے کہ افسران بالا محض حکومت کی آنکھوں میں مٹی جھونکتے ہیں اور کارروائیاں ڈالتے ہیں اور صحیح مرض کی تشخیص نہیں کرتے اور نہ اس کا علاج تجویز کرتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت اگر نیک نامی کمانا چاہتی ہے تو فوری طور پر اپنے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کرے۔ دینی مدارس کے خلاف کارروائیوں کو فورا بند کرے اور دہشت گردوں کے اصل مراکز کو تلاش کرے اور ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائے۔